السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ ﷺ کا حج

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

## رسول اللہ ﷺ کا حج

الحمد للہ وحدہ' والصلاۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد' وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

!اے بیت اللہ الحرام کرنے والے مسلمانو

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس طرح کے مناسک حج کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح اسے پسند ہو، تمہارے حج کو شرف قبولیت سے نوازے اور تمہیں اپنے اپنے ملکوں میں صحت وسلامتی اور تندرستی کے ساتھ واپس جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے مسلمانو! میری تم سب کے لئے وصیت یہ ہے کہ تمام حالات میں تقویٰ اور خشیت الٰہی کو اختیار کرو، اس کے دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرو اور اس کے غضب اور ناراضگی کے اسباب سے بچو۔ اہم فرائض اور اعظم واجبات میں سے سر فہرست اللہ تعالیٰ کی توحید اور تمام عبادات میں اسی کے لئے اخلاص ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام اقوال واعمال میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع بھی پیش نظر رہے، تمام مناسک حج اور تمام عبادات کو اس طرح ادا کیا جائے، جس طرح انہیں ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول وخلیل نبینا وامامنا وسیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ کی ذبانی حکم دیا ہے اسی طرح سب سے عظیم منکر اور سب سے خطرناک جرم اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ شرک ہے۔ شرک کے معنی یہ ہیں عبادت یا عبادت کے کچھ حصے کو غیر اللہ کے لئے انجام دے دیا جائے، یہ ناقابل معافی جرم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَن یُشْرَکَ بِہِ وَیَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَاءُ (النساء ۴/۱۱۶)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (ہر گناہ) جس کو چاہے بخش دے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِینَ مِن قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِینَ (الزمر ۳۹/۶۵)

''اور (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔''

اے بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام! ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد اپنی حیات کے آخر میں صرف ایک ہی حج کیا ہے جسے حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسی حج میں آپؐ نے اپنے قول وعمل کے ساتھ مناسک حج کی تعلیم بھی دی اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ:

((خذوا عنی مناسککم))

''لوگو! تم مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو۔''

لہذا تمام مسلمانون پر واجب ہے کہ وہ حج کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو پیش نظر رکھیں اور مناسک حج اس طرح ادا کریں جس طرح انہیں ادا کرنے کا

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، آپؐ ہی معلم ومرشد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین اور تمام بندگان الٰہی کے لئے حجت بنا کر مبعوث فرمایا ہے لہذا اللہ تعالی نے تمام بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کے رسول کی اطاعت کریں کیونکہ آپؐ کی اتباع واطاعت ہی جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا سبب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کو اپنے رب سے سچی محبت ہے، نیز یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی علامت بھی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر ۷/۵۹)

''جو (چیز حکم) تم کو پیغمبر (ﷺ) دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔''

نیز فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (النور ۵۶/۲۴)

''اور نماز پڑھتے رہو، زکوۃ دیتے رہو اور (اللہ کے) رسول (ﷺ) کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔''

اور فرمایا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء ۴/۸۰)

''جس شخص نے رسول کی فرماں برداری کی بے شک اس نے اللہ کی فرماں برداری کی۔''

اور فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (الاحزاب ۳۳/۲۱)

''یقینا تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ (بہترین) نمونہ موجود ہے، (یعنی) ہر اس شخص کے لئے جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

اور فرمایا:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ١٣ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ (النساء ۴/۱۳-۱۴)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمان برداری کرے گا، اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (یہ) بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔''

نیز فرمایا:

(قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (الاعراف ۷/۱۵۸

''اے محمد ﷺ! کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو اللہ اس کے رسول، پیغمبر امی پر ایمان لاو جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، اور تم ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاو۔''

مزید فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران ۳/۳۱)

''اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔)''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں لہذا آپ کے لئے اور اپنے لئے میری یہی وصیت ہے کہ تمام حالات میں تقوی الہی کو اختیار کیا جائے اور صدق دل کے ساتھ اس کے نبی حضرت محمد ﷺ کے اقوال وافعال کی اتباع کی جائے تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت و نجات حاصل کی جائے!

اے بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام! جب ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ تھی تو ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ سے منی کی طرف لبیک کہتے ہوئے ۔ روانہ ہوئے آپؐ نے حضرات صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اپنی رہائش گاہوں سے حج کا احرام باندھ لیں اور منی کی طرف روانہ ہوں، آپؐ نے انہیں طواف وداع کا حکم نہیں دیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے خواہ اس کا تعلق اہل مکہ سے ہو یا ان لوگوں سے جو مکہ میں باہر سے آکر مقیم ہوں، یا عمرہ کا احرام کھول کر حلال ہونے والوں سے یا دیگر حجاج کرام سے ہو وہ آٹھ تاریخ کو حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے منی کی طرف روانہ ہو، اسے کعبہ کے طواف وداع کے لئے مسجد حرام میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمان کے لئے یہ مستحب ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت بھی اسی طرح غسل خوشبو اور صفائی کا اہتمام کرے، جس طرح میقات سے احرام باندھتے وقت کیا تھا

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسی طرح حکم دیا تھا جب انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن مکہ میں داخلہ کے وقت ان کے ایام شروع ہوگئے اور منی کی طرف جانے سے پہلے ان کے لئے طواف مشکل تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ غسل کرکے حج کا احرام باندھ لیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو ان کا یہ حج قران ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں منی میں ادا فرمائیں، ان نمازوں کو قصر تو کیا لیکن انہیں جمع کر کے نہیں بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا تو رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل کی وجہ سے سنت یہی ہے کہ اس دن نمازوں کو قصر لیکن جمع کے بغیر ادا کیا جائے۔ حاجیوں کے لئے اس سفر میں مسنون یہ ہے کہ وہ تلبیہ، اللہ عزوجل کے ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور نیکی کے دیگر کاموں مثلاً دعوت الی اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور فقراء کے ساتھ احسان وغیرہ میں مشغول رہیں۔ جب عرفہ کے دن سورج طلوع ہوا تو نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم عرفات کی طرف روانہ ہوئے کچھ لوگوں کی زبان پر تلبیہ تھا اور کچھ تکبیرات پڑھ رہے تھے جب آپؐ عرفات پہنچے تو آپؐ بالوں سے بنائے گئے ایک قبہ میں فروکش ہوئے جو خاص طور پر آپؐ کے لئے لگایا گیا تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے سائے سے استفاوہ کیا تو معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خیموں اور درختوں کے سائے سے استفادہ کریں۔

جب سورج ڈھل گیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی سواری پر سوار ہوئے لوگوں کو آپؐ نے خطبہ دیا، انہیں وعظ و نصیحت کی، مناسک حج سکھائے، سود اور اعمال جاہلیت سے ڈرایا اور انہیں بتایا کہ ان کے خون، مال اور عزتیں ان پر حرام ہیں۔ آپؐ نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت پر عمل پیرا ہوں، جہاں کہیں بھی ہوں اس پر عمل کریں، خصوصاً مسلمانوں کے تمام حکمرانوں پر بھی یہ واجب ہے کہ وہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھام لیں اور تمام امور و معاملات میں انہیں کے مطابق عمل کریں، اپنی اپنی قوموں سے بھی ان کے مطابق عمل کرائیں کیونکہ دنیا و آخرت میں عزت، سربلندی، سعادت اور نجات کی یہی راہ ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے!

پھر آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو میدان عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں قصر و جمع۔۔۔ جمع تقدیم۔۔۔ کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھائیں، پھر آپؐ موقف کی طرف متوجہ ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی حتی کہ سورج غروب ہو گیا، اس دن آپؐ نے روزہ بھی نہیں رکھا ہوا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے شرعی حکم یہی ہے کہ وہ اسی طرح کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں کیا تھا اللہ کے ذکر، دعا اور تلبیہ میں غروب آفتاب تک مشغول رہیں، دعا ہاتھ اٹھا کر کریں اور اس سن روزہ بھی نہ رکھیں۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس طرح اللہ تعالی کثرت کے ساتھ عرفہ کے دن لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اسی طرح کسی اور دن اللہ تعالی کثرت سے آزاد نہیں کرتا، اس دن اللہ تعالی اپنے بندوں کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور ان کی وجہ سے اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار فرماتا ہے۔'' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ''میرے بندوں کی طرف دیکھو! یہ میرے پاس پراگندہ حال اور غبار آلود آئے ہیں، یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں لہذا میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے ان بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔'' صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے آپؐ نے فرمایا کہ ''میں یہاں کھڑا ہوا ہوں لیکن سارا عرفہ موقف ہے۔

غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ تلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں آپؐ نے مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں، دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک مگر اقامتیں دو تھیں، مزدلفہ ہی میں آپؐ نے شب بسر فرمائی، نماز فجر بھی آپؐ نے یہاں ادا فرمائی، فجر کی دو سنتیں بھی پڑھیں، اذان بھی ایک اور اقامت بھی ایک تھی، پھر آپؐ مشعر کے پاس تشریف لے آئے، یہاں آپؐ نے اللہ کا ذکر کیا، تکبیر و تہلیل اور دعا میں مصروف رہے، دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی اور فرمایا کہ ''میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور سارا عرفہ موقف ہے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ سارا مزدلفہ حاجیوں کے لئے موقف ہے، ہر حاجی اپنی جگہ رات بسر کر سکتا ہے اور اپنی جگہ پر اللہ تعالی کا ذکر اور استغفار کر سکتا ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ ضرور اسی جگہ کھڑا ہو جہاں

نبی ﷺ کا موقف تھا۔ نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات کمزوروں کو یہ اجازت دے دی تھی کہ وہ رات کے وقت ہی منی کی طرف جا سکتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ اس رخصت پر عمل کی وجہ سے اگر عورتیں، مریض، بوڑھے اور جوان کے تابع ہوں اگر رات کے آخری نصف حصہ میں مزدلفہ سے منی چلے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں تاکہ رخصت پر عمل بھی ہو جائے اور بھیڑ کی وجہ سے مشقت سے بھی بچ جائیں، نیز یہ لوگ جمرہ کو رات کے وقت بھی رمی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ ثابت ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت عطا فرمادی تھی اور پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو آپؐ تلبیہ کہتے ہوئے منی کی طرف روانہ ہوئے، جمرہ عقبہ کا قصد فرمایا اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ آپؐ اللہ اکبر پڑھتے تھے پھر آپؐ نے قربانی کے جانور کو نحر کیا، پھر سر مبارک منڈایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کو خوشبو لگائی، پھر آپؐ نے یہاں سے بیت اللہ شریف کا قصد فرمایا اور طواف کیا۔ قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی نے رمی سے پہلے قربانی کر لی، یا ذبح سے قبل حجامت بنوالی یا رمی سے قبل بیت اللہ چلا گیا تو ان تمام سوالوں کے جواب میں آپؐ نے فرمایا ''لاحرج'' اس میں کوئی حرج نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس دن تقدیم یا تاخیر کی جس صورت کے بارے میں بھی آپؐ سے سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا ''اب کر لو کوئی حرج نہیں۔'' چنانچہ ایک آدمی نے سوال کیا:

یا رسول اللہ! میں نے طواف سے قبل سعی کر لی ہے تو آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے سنت یہ ہے کہ عید کے دن وہ رمی جمرہ سے آغاز کریں پھر قربانی کریں اگر ان پر ہدی لازمی ہو پھر بال منڈوائیں یا کتروائیں لیکن یاد رہے کہ بال کتروانے سے منڈوانا افضل ہے کہ بال منڈوانے والوں کے لئے نبی کریم ﷺ نے تین بار مغفرت اور رحمت کی دعا فرمائی تھی اور بال کتروانے والوں کے لئے صرف ایک بار دعاء فرمائی تھی۔۔۔ اس سے حاجی کو تحلل اول حاصل ہو جاتا ہے یعنی اب وہ سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے، خوشبو استعمال کر سکتا ہے اور عورت کے سوا ہر وہ چیز اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے، جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی اور پھر وہ بیت اللہ جائے اور عید کے دن یا اس کے بعد طواف کرے۔۔۔۔ اور اگر متمتع ہو تو صفا و مروہ کی سعی بھی کرے اور اس سے اس کے لئے عورت سمیت ہر وہ چیز حلال ہو جائے گی جو جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی۔

اگر حاجی مفرد یا قارن ہے تو اس کے لئے وہ پہلی سعی ہی کافی ہوگی جو اس نے طواف قدوم کے ساتھ کی تھی اور اگر اس نے طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو اب طواف افاضہ کے ساتھ اس کے لئے سعی واجب ہوگی۔

پھر نبی ﷺ منی واپس تشریف لے آئے اور آپؐ نے عید کا باقی دن اور گیارہ بارہ اور تیرہ کے ایام یہیں گزارے، ان ایام تشریق میں سے ہر دن آپؐ زوال کے بعد رمی جمار کرتے، ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پڑھتے، جمرہ اولی و ثانیہ کی رمی سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، دعا کے وقت آپؐ جمرہ اولی کو اپنی بائیں طرف اور جمرہ ثانیہ کو دائیں طرف کر لیتے لیکن تیسرے جمرہ کے پاس آپؐ نہیں ٹھہرتے تھے، پھر تیرہ تاریخ کو رمی جمار کے بعد آپؐ روانہ ہوئے اور مقام ابطح میں قیام فرمایا اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں

رات کے آخری پہر آپؐ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، طواف وداع فرمایا اور چودہ تاریخ کو نماز فجر کے بعد آپؐ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

علیہ من ربہ افضل الصلاۃ والتسلیم

اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے سنت یہی ہے کہ وہ ایام منی میں اسی طرح کریں جس طرح نبی ﷺ نے کیا تھا یعنی ہر روز زوال کے بعد تینوں جمروں کو رمی کی جائے، ہر جمرہ کو سات سات کنکریاں ماری جائیں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پڑھا جائے، پہلی رمی کے بعد رک کر قبلہ رخ ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی جائے جبکہ جمرہ بائیں طرف ہو، دوسری رمی کے بعد بھی اسی طرح کیا جائے اور دعا کے وقت جمرہ کو اپنے دائیں طرف رکھا جائے، اس

طرح کرنا مستحب ہے ، واجب نہیں ہے اور تیسری رمی کے بعد وقوف نہ کیا جائے ۔ اگر زوال کے بعد اور غروب آفتاب سے قبل رمی آسانی سے ممکن ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق اس غروب ہونے والے سورج کے دن کی رمی رات کے آخری پہر تک کی جاسکتی ہے ، یہ اللہ تعالی کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے رحمت ووسعت کے پیش نظر ہے ۔ اگر کوئی شخص بارہ تاریخ کی رمی جمار کے بعد ، تیرہ تاریخ کی بھی رمی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن رسول اللہ کے عمل کی موافقت کی وجہ سے افضل یہ ہے کہ تیرہ تاریخ کی رمی کو تیرہ تاریخ ہی کو کیا جائے ۔

حاجی کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ گیارہ تاریخ کی رات منی ہی میں گزارے ، بہت سے اہل علم کے نزدیک ان راتوں کو منی میں بسر کرنا واجب ہے ، اگر رات کا اکثر حصہ بسر کرلیا جائے تو یہ بھی کافی ہے ، جن لوگوں کے پاس کوئی شرعی عذر ہو مثلا کارکن اور چرواہے وغیرہ توان کے لئے منی میں شب بسر کرنا واجب نہیں ہے اگر حجاج جلدی کرلیں اور غروب آفتاب سے قبل منی سے روانہ ہوجائیں تو پھر تیرہ تاریخ کی رات منی میں بسر کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر رات آگئی تو پھر تیرہ تاریخ کی رات منی گزارنا ہوگی اور یہ رات منی میں بسر کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہونا ہوگا ، تیرہ تاریخ کے بعد رمی نہیں ہے ، خواہ کوئی منی ہی میں مقیم کیوں نہ ہو۔

جب حاجی اپنے ملک میں واپس جانے کا ارادہ کرے ، اس پر واجب ہے کہ طواف وداع کے طور پر بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص رخصت نہ ہو حتی کہ وہ اپنا آخری وقت بیت اللہ میں گزارے ۔ '' ہاں البتہ حیض ونفاس والی عورتوں پر طواف وداع نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روانہ ہونے سے پہلے آخری وقت بیت اللہ میں گزاریں الا یہ کہ کسی عورت کے ایام شروع ہوگئے ہوں ۔

اگر کسی نے طواف افاضہ کو مؤخر کیا ہو اور وہ سفر شروع کرنے سے پہلے یہ طواف کرنا چاہتا ہو تو مذکورہ احادیث کے عموم کے پیش نظر طواف افاضہ ، طواف وداع سے بھی کفایت کرجائے گا ۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی رضا کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے ، ہمارے اور تمہارے حج کو شرف قبولیت سے نوازے ، ہمیں اور آپ کو جہنم کی آگ سے آزادی نصیب فرمائے ، بلاشبہ وہی قادر و کارساز ہے ۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم_ واللہ ولی التوفیق

[مقالات وفتاویٰ ابن باز]

## صفحہ 286

## محدث فتویٰ